کیا کرائے کے گھر پر زکوۃ ہے یا اس کے کرائے پر؟

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

جو گھر اصل میں کرایا پر لگانے کے لئے تیار کیا گیا تھا کیا اس پر زکوۃ ہے؟ اور کیا ایسے گھر جو اصل میں کرایا لگانے کے لئے تیار نہیں کیا گیا تھا اس پر زکوۃ ہے؟

جواب: ان پر زکوۃ نہیں ہے۔ زکوۃ کرایا پر ہے اگر یہ کرایا نصاب تک پہنچ جاتا ہے اور اس پر ایک سال گرز جاتا ہے۔ رہا گھر، تو اس پر زکوۃ نہیں ہے چاہے وہ کرائے کے لئے تیار کیا گیا ہو یا کرائے کے لئے تیار نہیں کیا گیا ہو اور جب تک اسے فروخت کے لئے نہیں رکھا گیا ہو تب تک اس میں زکوۃ نہیں ہے۔ زکوۃ تو اس وقت ہے جب اس گھر کو یا زمین کو فروخت کے لئے تیار کیا گیا ہو تب اس کی زکوۃ ادا کی جائے گی اور اسی طرح گھر پر زکوۃ نکالی جائے گی اس کی قیمت کے مطابق جب اس پر سال گزر جائے گا[1]۔ مگر اگر اسے کرایا کے لئے تیار کیا گیا ہے جسے کرائے پر لگایا گیا ہے تو اس کی زکوۃ نہیں ادا کی جائے گی سوائے اس کے کرائے پر، اگر یہ کرایا اس کے پاس رہتا ہے اور اس پر سال پورا ہو جاتا ہے تو اس کی زکوۃ نکالی جائے گی اگر یہ نصاب تک پہنچ جاتا ہے تب۔ مگر اگر اس (کرائے کی) رقم کو وہ اپنے خرچ اور استعمال میں لے آتا ہے سال پورا ہونے سے پہلے تو پھر اس پر زکوۃ نہیں ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ نہ گھر پر اور نہ زمین پر اور نہ گاڑیوں وغیرہ پر زکوۃ ہے سوائے اس حالت میں کہ وہ فروخت کی نیت سے ہو۔ اگر اس نے فروخت اور تجارت کی نیت سے رکھا ہوا ہے تو پھر اس پر زکوۃ ادا کرے گا اگر اس پر سال گرز چکا ہے تب، اور زکوۃ اس کی قیمت سے دے گا۔

(مصدر: فتاویٰ نور علی الدرب، مجلس نمبر: ۵۷۰)

---

[1] کیونکہ اب یہ تجارتی سامان ہو گیا ہے اور تجارتی سامان پر (اس کی فروخت کی قیمت پر) اس کا چالیسواں حصہ زکوۃ ادا کیا جائے گا اگر نصاب پورا ہو چکا ہے اور اس پر سال گزر چکا ہے۔ (مترجم)

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

سوال میں یہ خاتون پوچھتی ہیں: میرے پاس تقریبا چھ سالوں سے کرائے پر گھر ہے۔ شروع میں اس کا سالانہ کرایا دس ہزار تھا، پھر پندرہ ہزار ہو گیا اور اب اس کا کرایا بیس ہزار ہے۔ کیا میرے اس گھر پر زکوٰۃ ہے؟ اور اگر اس پر زکوٰۃ ہے تو اس کی مقدار کتنی ہو گی؟ اس بات کو جانتے ہوئے کہ جو بھی کرائے کی قیمت ملتی ہے وہ خرچ ہو جاتی ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔

جواب: جو گھر کرائے پر لگانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے چاہے اس کی قیمت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ لیکن زکوٰۃ اس کے کرائے پر ہے۔ مگر اس کے کرائے پر زکوٰۃ کب دی جائے؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ جب سے وہ کرایا وصول کرے گا تب سے لیگا، کیونکہ کرایا زراعت جیسا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَءَاتوا حَقَّهُ يَوۡمَ حَصَادِهِ (اس میں جو حق واجب ہے اسے اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو) (سورۃ الانعام: ۱۴۱)۔

اور بعض اہلِ علم کہتے ہیں: اس کے کرائے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب تک اس پر سال پورا نہ ہو جائے۔ اس قول کے بنا پر۔ رہا پہلے قول کے مطابق: تو وہ جب بھی کرایا لے گا اس پر زکوٰۃ نکالے گا جب تک یہ کرایا باقی مالیت کے ساتھ نصاب تک پہنچتا ہے۔ مگر دوسرے قول کے مطابق: جب وہ کرایا حاصل کرے گا سال پورا ہونے پر تب وہ اس کی زکوٰۃ نکالے گا۔ اگر وہ سال پورے ہونے سے قبل کرایا لیتا ہے تو ہم یہ دیکھیں گے کہ اگر یہ سال پورے ہونے تک اس کے پاس رہتا ہے اور اس نے اسے نفقہ وغیرہ میں خرچ نہیں کیا ہے تو وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا، اور اگر اس نے نفقہ وغیرہ میں اسے خرچ کر دیا ہے تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، کیونکہ زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرطوں میں سے سال کا پورا ہونا بھی ہے[۲]۔

---

[۲] یہ دوسرا قول ہی شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک راجح قول ہے کہ جب تک کرائے پر سال نہیں گزرتا اور نصاب تک نہیں پہنچتا اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، کیونکہ اسی کے مطابق شیخ کے دوسرے فتاوے ہیں۔ فتاوی نور علی الدرب کے کیسیٹ نمبر: ۱۲۰ میں شیخ سے کرائے پر زمین کو دینے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا کرائے کی زمین پر زکوٰۃ ہے؟ تو شیخ کا جواب تھا: اگر یہ کرائے کے لئے ہے تو خود اس زمین پر =

اور (سوال میں) یہ خاتون کہتی ہیں کہ وہ کرائے کو گھر کی ضرورتوں میں خرچ کر دیتی ہیں۔ تو اگر وہ اس کرائے پر سال پورا ہونے سے قبل ہی خرچ کر دیتی ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے دوسرے قول کے مطابق۔ مگر پہلے قول کے مطابق: اس پر ہر کرائے پر زکوۃ لازم ہے۔

(مصدر: فتاویٰ نور علی الدرب، کیسیٹ نمبر: ۲۹۳)

ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد

= زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اس کے کرائے پر زکوٰۃ ہے اگر اس پر سال گزر چکا ہے اور یہ (کرایا) نصاب تک پہنچ چکا ہے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے جیسا کہ اوپر مذکور فتوے سے ظاہر ہے۔